الرمز المرصف علٰی
سوال مولٰنا السید اٰصف
۱۳۳۹ھ
مولانا سید آصف کے سوال پر مضبوط اشارہ
تصنیف لطیف:
اعلٰی حضرت، مجدد امام احمد رضا
ALAHAZRAT NETWORK
اعلٰحضرت نیٹ ورک
www.alahazratnetwork.org

رسالہ

الرمز المرصف علٰی سوال مولٰنا السیّد اٰصف

۱۳۳۹ھ

(مولانا سید آصف کے سوال پر مضبوط اشارہ)

www.alahazratnetwork.org

مسئلہ ۳۶: از کانپور فیل خانہ قدیم مسئولہ جناب مولٰنا مولوی سید محمد آصف صاحب قادری برکاتی رضوی ۱۶ جمادی الآخرہ ۱۳۳۹ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم (یا حبیب محبوب اللہ روحی فداک) قبلۂ کونین وکعبۂ دارین دامت برکاتھم۔

اللہ تعالٰی کے مقدس نام سے شروع جو نہایت رحم کرنے والا مہربان ہے۔ ہم اللہ تعالٰی کی نئی نئی تعریف کرتے ہیں اور اس کے رسول کریم پر نئے نئے انداز سے درود بھیجتے ہیں، اے اللہ کے محبوب کے حبیب! میری روح آپ پر قربان ہو دونوں جہان کے قبلہ اور دنیا و آخرت کے کعبہ ان کے فیوض و برکات ہمیشہ رہیں۔ (ت)

بعد تسلیمات فدویانہ وتمنائے حصول سعادت آستانہ بوسی التماس ایں کہ بفضلہ تعالٰی کمترین بخیریت ہے حضوری ملازمان سامی کی مدام بارگاہ احدیت سے مطلوب۔ اشتہار اسلامی پیام میں عبدالماجد کے اس لکھنے پر کہ "مسلمان ڈوب رہا ہے نامسلم تیراک ہاتھ دے تو جان بچانا چاہئے یا نہیں" یوں

درج ہے کہ "مسلمان کو اگر ڈوبنے پر یقین نہ ہو ہاتھ پاؤں مار کر بچ جانے کی امید ہو یا کوئی مسلمان فریادرس خواہ کوئی درخت وغیرہ ملنے کا ظن ہو تو کافر کو ہاتھ دینے کی اجازت نہیں الخ" معلوم ہوتا ہے کہ کفار سے معاملت کی بھی اجازت نہ ہو اُن سے علاج بھی نہ کرائے لایالونکم خبالا (وہ تمھیں نقصان پہنچانے میں کوتاہی نہیں کرتے۔ت) سے کیا مقصود ہے آیا دین کے معاملہ میں کفار محارب فی الدین نقصان پہنچانے میں کمی نہ کریں گے یا ہر معاملہ میں اور ہر وقت جب موقع پائیں اور ایک کافر کو غیر محارب ہو تفسیر کبیر میں آیۂ کریمہ لاینھٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم الی اٰخر الاٰیۃ (اللہ تعالٰی تمھیں ان لوگوں سے نہیں روکتا جو تم سے جنگ نہیں کرتے الی آخر الآیۃ۔ت) کے متعلق لکھا ہے:

وقال اھل التاویل ھذہ الاٰیۃ تدل علی جواز البر بین المشرکین والمسلمین وان کانت الموالاۃ منقطعۃ[1]

(امام رازی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ) اہل تفسیر نے اس آیۃ کے متعلق فرمایا کہ یہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اہلِ شرک اور اہلِ اسلام کے درمیان حُسنِ سلوک کرنا جائز ہے اگرچہ موالات منقطع ہے۔(ت)

رسالہ الرضا بابت ماہ ذیقعدہ حصہ ملفوظات ص ۸۶ میں ہے:

"حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انھیں سے خلق فرماتے جو رجوع لانے والے ہوتے جیسا کہ اس روایت سے ظاہر ہے اور کفار ومرتدین کے ساتھ ہمیشہ سختی فرمائی الخ۔"

بعض کفار کی آنکھوں میں سلائی پھیرا تو قصاصاً تھا کیا رسول کریم علیہ الصلٰوۃ والتسلیم قبل نزول آیت یاایھا النبی جاھد الکفار والمنٰفقین[2] (اے نبی! کافروں اور منافقوں سے جہاد کرو۔ت) نرمی نہ فرماتے تھے اور کیا جو رجوع نہ لانے والے تھے اُن سے ہمیشہ لبشدت پیش آتے تھے یا پہلے اُن سے بھی نرمی سے پیش آتے، کفار مختلف طبائع کے تھے اور ہیں بعض کو اسلام اور مسلمانوں سے سخت عداوت ہے اور بعض کو بہت کم، کیا سب سے یکساں حکم ہے یا امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں اُن سے حسبِ مراتب تدریجاً سختی کرنے کا حکم ہے اور محارب وغیر محارب کا فرق ہے۔ حضور فدوی کو اس مسئلہ میں کہ مرتدہ کا نکاح باقی رہتا ہے لیکن فتاوٰی کی کتابوں کے خلاف ہونے کی وجہ خلجان رہتا ہے حضور کے فتاوٰی میں اور کتابوں کے خلاف لکھا ہے گو بعض احکام بوجہ اختلافِ زمانہ مختلف ہو جاتے ہیں لیکن

---

[1] مفاتیح الغیب (تفسیر الکبیر) تحت آیۃ لاینھٰکم اللہ عن الذین الخ مطبعۃ البھیۃ المصریۃ مصر ۲۹/ ۳۰۴

[2] القرآن الکریم ۹/ ۷۳

فتاوی ہندیہ جو قریب زمانہ کی ہے اس میں بھی نہیں ہے اگرچہ بوجہ سلطنت اسلامیہ نہ ہونے کے مرتد پر احکام شریعت نہیں جاری کئے جاسکتے مثل ضرب وغیرہ کے، لیکن جب وہ اسلام سے خارج ہوگئی تو نکاح کا باقی رہنا کیسا، کیا وہ ترکہ بھی اپنے سابق شوہر کا شرعًا پائے گی اور اس کے مرنے پر اس کا جو پہلے شوہر تھا ترکہ اس کا شوہر پائے گا، اگر کفار غیر محارب کے ہمراہ محارب کفار کا مقابلہ کیا جائے اور محارب کفار کو غیر محارب کے امداد سے نقصان پہنچایا جائے تو کیا گناہ ہے اسی "اسلامی پیغام" میں ہے "اب جو قرآن کو جھٹلائے وہ مشرک یا مرتد کو ڈوبنے سے نجات دینے والا حامی ومددگار جانے" کیا نعوذ باللہ جتنے مسلمان کفار سے علاج کراتے ہیں اور معاملات میں ان سے مدد لیتے ہیں سب قرآن کو جھٹلاتے ہیں فقط والتسلیم عریضہ ادب فدوی محمد آصف یغفر اللہ لہ ولوالدیہ ولجمیع المؤمنین والمؤمنات بحرمۃ النبی الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم (اللہ تعالٰی اسے، اس کے والدین اور تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کو حضور نبی کریم کے طفیل بخش دے، ان پر صلوٰۃ وسلام کا نزول ہو۔ ت)

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم، مولانا المکرم اکرمکم اللہ تعالٰی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔

اللہ تعالٰی کے عظیم نام سے شروع جو بیحد رحم کرنے والا ہے، ہم اللہ تعالٰی کی تعریف کرتے ہیں اور اس کے رسول کریم پر درود بھیجتے ہیں۔ مولانا گرامی! اللہ تعالٰی تمہاری عزت وتوقیر فرمائے تم پر سلام ہو اور اللہ تعالٰی کی برکت اور اس کی برکتیں ہوں (ت)

www.alahazratnetwork.org

ارشاد الٰہی یایھا الذین اٰمنوا لاتتخذوا بطانۃ من دونکم لایالونکم خبالا[1] (اے ایمان والو! اپنے سوا غیروں کو اپنا رازدار نہ بناؤ وہ تمہیں نقصان پہنچانے میں کوتاہی نہیں کرتے۔ ت) عام ومطلق ہے کافر کو رازدار بنانا مطلقًا ممنوع ہے اگرچہ امور دنیویہ میں ہو وہ ہرگز تا قدر قدرت ہماری بدخواہی میں کمی نہ کریں گے قل صدق اللہ[2] ومن اصدق من اللہ قیلا[3] (فرمادیجئے اللہ تعالٰی نے سچ فرمایا اور بات کرنے میں اللہ تعالٰی سے زیادہ سچا کون ہوسکتا ہے۔ ت) سیدنا امام اجل حسن بصری رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حدیث لاتستضیئوا بنار المشرکین[4] (مشرکین کی آگ سے روشنی نہ لو) کی

---

[1] القرآن الکریم ۳/ ۱۱۸ [2] القرآن الکریم ۳/ ۹۵ [3] القرآن الکریم ۴/ ۱۲۲
[4] مسند احمد بن حنبل عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۹۹

تفسیر فرمائی کہ اپنے کسی کام میں اُن سے مشورہ نہ لو اور اُسے اسی آیۂ کریمہ سے ثابت بتایا۔ ابویعلٰی مسند اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر و ابن ابی حاتم تفاسیر اور بیہقی شعب الایمان میں بطریق ازہر بن راشد انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی:

قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لاتستضیئوا بنار المشرکین قال فلم ندرما ذٰلك حتی اتوا الحسن فسألوہ فقال نعم، یقول لا تستشیروھم فی شیئ من امورکم قال الحسن وتصدیق ذٰلك فی کتاب اللہ تعالٰی ثم تلاھٰذہ الاٰیۃ یایھا الذین اٰمنوا لاتتخذوا بطانۃ من دونکم[1]۔

انس بن مالک نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: (لوگو!) شرک کرنے والوں کی آگ سے روشنی نہ لو۔ فرمایا: ہم نہ سمجھے کہ اس کا مفہوم کیا ہے، یہاں تک کہ لوگ حسن بصری کے پاس گئے اُن سے اس کا مفہوم دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ ہاں ٹھیک ہے اللہ تعالٰی ارشاد فرماتا ہے "اپنے کسی کام میں شرک کرنے والوں سے مشورہ نہ لو" حضرت حسن نے فرمایا کہ اس کی تصدیق اللہ تعالٰی کی کتاب میں موجود ہے۔ پھر یہی آیت تلاوت فرمائی: اے ایمان والو! اپنے سوا دوسروں کو اپنا رازدار نہ بناؤ۔ (ت)

www.alahazratnetwork.org

امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اسی آیت کریمہ سے کافر کو محرر بنانا منع فرمایا۔ ابن ابی شیبہ مصنف اور ابنائے حمید و ابی حاتم رازی تفاسیر میں اُس جناب سے راوی:

انہ قیل لہ ان ھٰھنا غلامامن اھل الحیرۃ حافظ کاتبا فلو اتخذتہ کاتبا قال اتخذت اذاً بطانۃ من دون المؤمنین[2]۔

حضرت عمر فاروق کی بارگاہ میں عرض کی گئی کہ یہاں حیرہ کا رہنے والا ایک غلام ہے جو حافظ اور کاتب ہے اگر آپ اس کو اپنے ہاں کاتب مقرر کردیں تو کیا ہی اچھا ہوگا، اس پر ارشاد فرمایا کہ پھر تو میں نے مسلمانوں کو چھوڑ کر اس کافر کو اپنا رازدار بنالیا۔ (ت)

تفسیر کبیر میں انھیں امورِ دنیویہ میں اُن سے مشاورت و موانست کو سبب نزول کریمہ اور اس سے

---

[1] جامع البیان (تفسیر ابن جریر) تحت آیۃ یایھا الذین اٰمنوا لاتتخذوا بطانۃ الخ المطبعۃ المیمنۃ مصر ۴/ ۳۸
شعب الایمان حدیث ۹۳۷۵ دارالکتب العلمیہ بیروت ۷/ ۴۰
[2] تفسیر لابن ابی حاتم تحت آیۃ یایھا الذین اٰمنوا لاتتخذوا بطانۃ الخ حدیث ۴۰۳۸ مکتبۃ نزار مصطفی البازمکۃ المکرمۃ ۳/ ۷۴۳

نہی مطلق کے لئے بتایا اور اسے اس گمان کا کہ اُن سے مخالفت تو دین میں ہے دنیوی امور میں بدخواہی نہ کریں گے رَد ٹھہرایا کہ :

ان المسلمین کانوا یشاورونھم فی امورھم ویؤانسونھم لما کان بینھم من الرضاع والحلف ظنا منھم انھم خالفوھم فی الدین فھم ینصحون لھم فی اسباب المعاش فنھاھم اللہ تعالٰی بھٰذہ الاٰیۃ عنہ فمنع المؤمنین ان یتخذوا بطانۃ من غیر المؤمنین فیکون ذٰلک نھیا عن جمیع الکفار وقال تعالٰی یاایھا الذین اٰمنوا لاتتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء ومما یؤکد ذٰلک ما روی انہ قیل لعمر بن الخطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ ھٰھنا رجل من اھل الحیرۃ نصرانی لایعرف اقوی حفظا ولا احسن خطا منہ، فان رأیت ان تتخذہ کاتبا فامتنع عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ من ذٰلک وقال اذًا اتخذت بطانۃ من غیر المؤمنین فقد جعل عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ ھٰذہ الاٰیۃ دلیلا علی النھی عن اتخاذ النصرانی بطانۃ۔[1]

مسلمان اپنے دنیوی معاملات میں کافروں سے مشورہ کیا کرتے تھے اور اُن سے موانست رکھتے تھے اس لئے کہ دونوں کے درمیان رضاعت اور قسمیں تھیں، پس مسلمانوں کا یہ خیال تھا کہ اگرچہ کافر دین میں اُن کے مخالف ہیں تاہم اسباب معاش وغیرہ میں اُن کے خیرخواہ ہیں، پھر اللہ تعالٰی نے مسلمانوں کو اس آیۃ مذکورہ میں کافروں کے ساتھ دوستداری اور رازداری سے منع فرمایا، لہٰذا اللہ تعالٰی نے مسلمانوں کو اہلِ ایمان کے علاوہ غیروں کو رازدار بنانے کی ممانعت فرمائی، پھر یہ تمام کافروں سے نہی ہے۔ اور اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔ اور اس کی اس روایت سے تاکید ہوتی ہے کہ جس میں یہ مروی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ کی خدمت میں یہ درخواست کی گئی کہ یہاں اہلِ حیرہ میں سے ایک شخص عیسائی ہے اس کی یادداشت (قوتِ حفظ) بھی بڑی قوی ہے اور خط بھی خوبصورت (یعنی خوشنویس) ہے، اگر آپ مناسب سمجھیں تو اپنے ہاں اسے منشی مقرر کرلیں۔ ارشاد فرمایا پھر تو میں نے غیر مسلموں کو اپنا رازدار بنالیا۔ لہٰذا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اس آیۃ مذکورہ کو اس پر دلیل ٹھہرایا کہ عیسائی کو رازدار بنانے کی ممانعت ہے۔ (ت)

اس سے جملہ انواعِ معاملت کیوں ناجائز ہوگئے، بیع وشراء اجارہ واستیجار وغیرہا میں کیا رازدار

---

[1] مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت آیۃ یاایھا الذین آمنوا لاتتخذوا بطانۃ الخ مطبعۃ البہیۃ المصریۃ مصر ۱۰/ ۲۰۹

www.alahazratnetwork.org

بنالیا اس کی خیرخواہی پر اعتماد کرنا ہے جیسے چمار کو دام دے جُوتا گنٹھوالیا، بھنگی کو پیسہ دیا پاخانہ اٹھوالیا بزاز کو روپے دے کپڑا مول لے لیا، آپ تاجر ہے کوئی جائز چیز اس کے ہاتھ بیچی دام لے لئے وغیرہ وغیرہ۔ ہر کافر حربی کافر محارب ہے حربی و محارب ایک ہی ہے جیسے جدلی و مجادل، وہ ذمی و معاہد کا مقابل ہے، رازدار بنانا ذمی و معاہد کو بھی جائز نہیں، امیر المومنین کا وہ ارشاد ذمی ہی کے بارے میں ہے، یونہی موالات مطلقہ جملہ کفار سے حرام ہے حربی ہوں یا ذمی، ہاں صرف دربارہ بر و احسان ان میں فرق ہے معاہد سے جائز ہے کہ لاینھٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین[1] (اللہ تعالٰی تمھیں ان لوگوں سے (معاملات کرنے سے) نہیں روکتا جو دین میں تم سے جنگ نہیں کرتے۔ت) اور حربی سے حرام کہ انما ینھٰکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین[2] (البتہ ان لوگوں سے تمھیں منع فرماتا ہے جو دین میں تم سے جنگ کرتے ہیں۔ت) عبارت کبیر منقولہ سوال کا یہی مطلب ہے یہی قول اکثر اہل تاویل ہے اور اسی پر اعتماد و تعویل ہے، اور ائمہ حنفیہ کے یہاں تو اس پر اتفاق جلیل ہے خود کبیر میں زیر کریمہ لاینھٰکم اللہ ہے:

الاکثرون علی انھم اھل العھد وھذا قول ابن عباس والمقاتلین والکلبی[3]

اکثر ائمہ تفسیر کی رائے یہ ہے کہ اس سے اہل عہد مراد ہیں۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس، دو مقاتلوں اور کلبی کا یہی قول ہے۔(ت)

www.alahazratnetwork.org

ہم نے المحجۃ المؤتمنہ میں یہ مطلب بتفصیل جامع صغیر امام محمد و ہدایہ و درر الحکام و غایۃ البیان و کفایہ و جوہرہ نیرہ و مستصفی و نہایہ و فتح القدیر و بحرالرائق و کافی و تبیین الحقائق و تفسیر احمدی و فتح اللہ المعین و غنیہ ذوی الاحکام و معراج الدرایہ و عنایہ و محیط برہانی و چلپی زادہ و بدائع امام ملک العلماء سے ثابت کیا حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں قبل ارشاد واغلظ علیھم (کافروں اور منافقوں پر سختی کرو۔ت) انواع انواع کے نرمی و عفو و صفح فرماتے خود اموال غنیمت میں مؤلفۃ القلوب کا ایک سہم مقرر تھا مگر اس ارشاد کریم پر عفو و صفح کو نسخ فرمادیا اور مؤلفۃ القلوب کا سہم ساقط ہوگیا،

وقل الحق من ربکم فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر انا اعتدنا للظٰلمین نارا احاط بھم سرادقھا[4]

فرما دیجئے حق تمھارے رب کی طرف سے ہے لہٰذا جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر اختیار کرے یقیناً ہم نے ظالموں کے لئے ایک ایسی آگ تیار کر رکھی ہے کہ جس کی دیواروں نے انھیں گھیرے میں لے رکھا ہے۔(ت)

---

[1] القرآن الکریم ۶۰/ ۸
[2] القرآن الکریم ۶۰/ ۹
[3] مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت آیۃ لاینھٰکم اللہ الذین لم یقاتلوکم الخ مطبعۃ البہیۃ المصریۃ مصر ۲۹/ ۳۰۳
[4] القرآن الکریم ۱۸/ ۲۹

سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے افضل الاساتذہ امام عطاء بن ابی رباح رضی اللہ تعالٰی عنہ جن کی نسبت امام فرماتے ہیں میں نے اُن سے افضل کسی کو نہ دیکھا وہ کریمہ واغلظ علیھم کو فرماتے ہیں:

نسخت ھذہ الاٰیۃ کل شیئ من العفو والصفح[1] — اس آیت کریمہ نے ہر قسم کی معافی اور درگزر کرنے کو منسوخ کردیا ہے (ت)

قرآن عظیم نے یہود و مشرکین کو عداوتِ مسلمین میں سب کافروں سے سخت تر فرمایا:

لتجدن اشد الناس عداوۃ للذین اٰمنوا الیھود والذین اشرکوا[2]۔ — تم اہلِ ایمان سے عداوت کرنے میں سب سے زیادہ یہودیوں اور مشرکوں کو پاؤ گے (ت)

مگر ارشاد:

یاایھا النبی جاھد الکفار والمنٰفقین واغلظ علیھم وماوٰھم جھنم وبئس المصیر[3]۔ — اے نبی مکرم! کافروں اور منافقوں سے جہاد کرو اور اُن پر سختی کیا کرو، اور اُن کا ٹھکانا دوزخ ہے، اور وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے۔ (ت)

عام آیا اس میں سب کا استثناء نہ فرمایا کسی وصف پر حکم کا مرتب ہونا اُس کی علیت کا مشعر ہوتا ہے یہاں انھیں وصفِ کفر سے ذکر فرما کر اس پر جہاد و غلظت کا حکم دیا تو یہ اشعار اُن کے نفس کفر کی ہے نہ کہ عداوت مومنین کی، اور نفسِ کفر میں وہ سب برابر ہیں الکفر ملۃ واحدۃ (سارا کفر ایک ہی ملت ہے۔ ت) ہاں معاہد کا استثناء دلائل قاطعہ متواترہ سے ضرورۃً معلوم و مستقر فی الاذہان کہ حکم جاھد سن کر اس کی طرف ذہن جاتا ہی نہیں فنفس النص لم یتعلق بہ ابتداءً کما افادہ فی البحر الرائق (پھر نفسِ نص ابتداءً ہی اُس سے متعلق نہیں (یعنی معاہد کو نص شامل ہی نہیں) جیسا کہ البحر الرائق میں یہ افادہ پیش کیا ہے۔ ت) تفاوت عداوت پر بنائے کار ہوتی تو یہود کا حکم مجوس سے سخت تر ہوتا حالانکہ امر بالعکس ہے اور نصارٰی کا حکم یہود سے کم تر ہوتا حالانکہ یکساں ہے۔ ذمی و حربی کا فرق میں بتا چکا ہوں اور یہ کہ ہر حربی محارب ہے حسبِ حاجت ذلیل قلیل ذمیوں سے حربیوں کے مقاتلہ و مقابلہ میں مدد لے سکتے ہیں ایسی جیسے سدھائے ہوئے مسخر کتّے سے شکار میں، امام سرخسی نے شرح صغیر

---

[1] معالم التنزیل علٰی ہامش تفسیر الخازن تحت آیۃ واغلظ علیھم الخ مصطفی البابی مصر ۳/ ۲۳-۱۲۲

[2] القرآن الکریم ۵/ ۸۲

[3] 〃 〃 ۹/ ۷۳

میں فرمایا :

والاستعانة باھل الذمة کالاستعانة بالکلاب[1] | ذمی کافروں سے مدد لینا سدھائے ہوئے کتوں سے مدد لینے کی طرح ہے ۔ (ت)

اور بروایت امام طحاوی ہمارے ائمۂ مذہب امام اعظم وصاحبین وغیرہم رضی اللہ تعالٰی عنہم نے اس میں بھی کتابی کی تخصیص فرمائی مشرک سے استعانت مطلقاً ناجائز رکھی اگرچہ ذمی ہو، ان مباحث کی تفصیل جلیل "المحجة المؤتمنه" میں ملاحظہ ہو۔

رہا کافر طبیب سے علاج کرانا خارجی یا ظاہر مکشوف علاج جس میں اس کی بدخواہی نہ چل سکے وہ تو لایألونکم خبالا[2] (وہ کافر تمھیں نقصان پہنچانے میں کوئی کمی نہیں کریں گے۔ ت) سے بالکل بے علاقہ ہے اور دنیاوی معاملات میں بیع وشراء واجارہ واستیجار کی مثل ہے، ہاں اندرونی علاج جس میں اس کے فریب کو گنجائش ہو اس میں اگر کافروں پر یوں اعتماد کیا کہ ان کو اپنی مصیبت میں ہمدرد اپنا ولی خیرخواہ اپنا مخلص باخلاص خلوص کے ساتھ ہمدردی کرکے اپنا ولی دوست بنانے والا اس کی بیکسی میں اس کی طرف اتحاد کا ہاتھ بڑھانے والا جانا تو بیشک آیۂ کریمہ کا مخالف ہے اور ارشادِ آیت جان کر ایسا سمجھا تو نہ صرف اپنی جان بلکہ جان وایمان وقرآن سب کا دشمن اور انھیں اس کی خبر ہو جائے اور اس کے بعد واقعی دل سے اس کی خیرخواہی کریں تو کچھ بعید نہیں کہ وہ تو مسلمان کے دشمن ہیں اور یہ مسلمان ہی نہ رہا فانہ منھم[3] (وہ انھی میں سے ہے۔ ت) ہوگیا' ان کی تو دلی تمنا یہی تھی۔

قال تعالٰی ودّوا لو تکفرون کما کفروا فتکونون سواء[4] | (اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا) ان کی آرزو ہے کہ کسی طرح تم بھی اُن کی طرح کافر ہو تو تم اور وہ ایک سے ہو جاؤ۔

والعیاذ باللہ تعالٰی (اور اللہ تعالٰی کی پناہ۔ ت) ــــ مگر الحمدللہ کوئی مسلمان آیۂ کریمہ پر مطلع ہو کر ہرگز نہ جانے گا اور جانے تو آپ ہی اس نے تکذیب قرآن کی، بلکہ یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ ان کا پیشہ ہے اسی سے روٹیاں کماتے ہیں ایسا کریں تو بدنام ہوں دکان پھیکی پڑے کھل جائے تو حکومت کا مؤاخذہ ہو سزا ہو یوں

---

[1] شرح الجامع الصغیر للسرخسی (محمد بن احمد)

[2] القرآن الکریم ۳/ ۱۱۸ [3] سنن ابی داؤد کتاب اللباس ۲/ ۲۰۳

[4] " " ۴/ ۸۹

www.alahazratnetwork.org

بدخواہی سے باز رہتے ہیں تو اپنے خیر خواہ ہیں نہ کہ ہمارے، اس میں تکذیب نہ ہوئی، پھر بھی خلافِ احتیاط و شنیع ضرور ہے خصوصًا یہود و مشرکین سے خصوصًا سربرآوردہ مسلمان کو، جس کے کم ہونے میں وہ اشقیاء اپنی فتح سمجھیں، وُہ جسے جان و ایمان دونوں عزیز ہیں اس بارے میں کریمہ لا تتخذوا بطانۃ من دونکم لا یالونکم خبالا[1] کسی کافر کو راز دار نہ بناؤ وہ تمھاری بدخواہی میں کمی نہ کریں گے، وکریمہ ولم یتخذوا من دون اللہ ولا رسولہ ولا المومنین ولیجۃ[2] اللہ ورسول اور مسلمانوں کے سوا کسی کو دخیل کار نہ بنانا، وحدیث مذکور لا تستضیئوا بنار المشرکین[3] مشرکوں کی آگ سے روشنی نہ لو، بس ہیں۔ اپنی جان کا معاملہ اس کے ہاتھ میں دے دینے سے زیادہ اور کیا راز دار و دخیل کار و مشیر بنانا ہوگا۔ امام محمد عبدری ابن الحاج مکی قدس سرہ مدخل میں فرماتے ہیں:

واشد فی القبح واشنع ما ارتکبہ بعض الناس فی ھذا الزمان من معالجۃ الطبیب والکحال الکافرین الذین لا یرجی منھما نصح ولا خیر بل یقطع بغشھما واذیتھما لمن ظفرا بہ من المسلمین سیما ان کان المریض کبیرا فی دینہ او علمہ[4]

یعنی سخت تر قبیح وشنیع ہے وہ جس کا ارتکاب آجکل بعض لوگ کرتے ہیں۔ کافر طبیب اور سیتے سے علاج کرانا، جن سے خیر خواہی اور بھلائی کی امید درکنار یقین ہے کہ جس مسلمان پر قابو پائیں اسکی بدسگالی کرینگے اور اسے ایذا پہنچائیں گے خصوصًا جبکہ مریض دین یا علم میں عظمت والا ہو۔

www.alahazratnetwork.org

پھر فرمایا:

انھم لا یعطون لاحد من المسلمین شیئا من الادویۃ التی تضرھا ظاھرا لانھم لو فعلوا ذلک لظھر غشھم وانقطعت مادۃ معاشھم لکنھم یضیفون لہ من الادویۃ ما یلیق

یعنی وُہ مسلمان کو کھلے ضرر کی دوا نہیں دیتے کہ یُوں تو اُن کی بدخواہی ظاہر ہوجائے اور اُن کی روزی میں خلل آئے بلکہ مناسب دوا دیتے اور اس میں اپنی خیر خواہی و فن دانی ظاہر کرتے ہیں اور کبھی مریض اچھا ہوجاتا ہے جس میں اُن کا نام ہو اور معاش خوب چلے

---

[1] القرآن الکریم ۳/ ۱۱۸

[2] " " ۹/ ۱۶

[3] مسند امام احمد بن حنبل عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۹۹

[4] المدخل لابن الحاج فصل فی المزین الکحال والطبیب الکافرین دار الکتاب العربی بیروت ۴/ ۱۱۴

بذلك المرض ويظهرون الصنعة فيه و
النصح وقد يتعافى المريض فينسب ذلك
الى حذق الطبيب ومعرفته ليقع عليه
المعاش كثيرا بسبب ما وقع له من الثناء
على نصحه فى صنعته لكنه يدس فى اثناء
وصفه حاجة لا يفطن لما فيها من الضرر
غالبا وتكون تلك الحاجة مما تنفع ذلك
المريض وينتعش منه فى الحال لكنه يبقى
المريض بعدها مدة فى صحة وعافية ثم
يعود عليه بالضرر فى اخر الحال وقد يدس
حاجة اخرى كما تقدم لكنه ان جامع
انتكس ومات وكذلك يفعل فى حاجة اخرى
يصح المريض بعد استعمالها لكنه اذا دخل
الحمام انتكس ومات وقد يدس حاجة
اخرى فاذا استعملها المريض صح وقام من مرضه
لكن لها مدة فاذا انقضت تلك المدة عادت
بالضرر عليه وتختلف المدة فى ذلك فمنها ما يكون
مدتها سنة او اقل او اكثر الى غير ذلك من غشهم
وهو كثير ثم يتعلل عدو الله بان هذا مرض
اخر دخل عليه فليس له فيه حيلة فلو سلم
منه لعاش وصح ويظهر التأسف والحزن على
ما اصاب المريض ثم يصف بعد ذلك اشياء تنفع
لمرضه لكنها لا تفيد بعد ان فات الامر فيه فينصح
حيث لا ينفع نصحه فمن يرى ذلك منه يعتقد انه
انه من الناصحين وهو من اكبر الغاشين وقد قيل

اور اسی کے ضمن میں ایسی دوا دیتے ہیں کہ فی الحال
مریض کو نفع دے اور آئندہ ضرر لائے یا ایسی
دوا کہ اس وقت مرض کھو دے مگر جب مریض
جماع کرے مرض لوٹ آئے اور مر جائے یا
ایسی کہ سردست تندرست کر دے مگر جب
حمام کرے مرض پلٹے اور موت ہو یا ایسی کہ اس
وقت مریض کھڑا ہو جائے اور ایک مدت
سال بھر یا کم و بیش کے بعد وہ اپنا رنگ لائے
اور ان کے سوا ان کے فریبوں کے اور بہت
طریقے ہیں۔ پھر جب مرض پلٹا تو اللہ کا دشمن
یوں بہانے بناتا ہے کہ یہ جدید مرض ہے اس
میں میرا کیا اختیار ہے اور مریض کی حالت پر
افسوس کرتا ہے پھر صحیح نافع نسخے بتاتا ہے
مگر جب بات ہاتھ سے نکل گئی کیا فائدہ،
تو اس وقت خیر خواہی دکھاتا ہے جب اس سے
نفع نہیں، دیکھنے والے اسے خیر خواہ سمجھتے ہیں
حالانکہ وہ سخت تر بدخواہ ہے ۔

www.alahazratnetwork.org

16

کل العداوۃ قد ترجی ازالتہا الا عداوۃ من عاداک فی الدین[1]

ہر عداوت کے ازالہ کی امید کی جاسکتی ہے سوائے اس شخص کے جو تیرے ساتھ دین میں عداوت رکھے۔

پھر فرمایا:

وقد یستعملون النصح فی بعض الناس ممن لا خطر لھم فی الدین ولا علم و ذٰلک ایضا من الغش لانھم لولم ینصحوا لما حصلت لھم الشھرۃ بالمعرفۃ بالطب ولتعطل علیھم معاشھم و قد یفطن لغشھم ومن غشھم نصحھم لبعض ابناء الدنیا لیشتھروا بذٰلک و تحصل لھم الحظوۃ عندھم وعند کثیر ممن شابھھم ویتسلطون بسبب ذٰلک علی قتل العلماء والصالحین وھذا النوع موجود ظاھر و قد ینصحون العلماء والصالحین و ذٰلک منھم غش ایضا لانھم یفعلون ذٰلک لکی تحصل لھم الشھرۃ وتظھر صنعتھم فیکون سببا الی اتلاف من یریدون اتلافہ منھم و ھذا منھم مکر عظیم[2]

یعنی وہ کبھی عوام کے علاج میں خیر خواہی کرتے ہیں اور یہ بھی ان کا مکر ہے کہ ایسا نہ کریں تو شہرت کیسے ہو روٹیوں میں فرق آئے اور کبھی انکے فریب پر لوگ چرچ جائیں۔ یونہی یہ فریب ہے کہ بعض رئیسوں کا علاج اچھا کرتے ہیں کہ شہرت اور اس کے نزدیک اور اس جیسوں کی نگاہ میں وقعت ہو پھر علما وصلحا کے قتل کا موقع ملے اور ایسے اب موجود و ظاہر ہیں اور کبھی علما وصلحا کے علاج میں بھی خیر خواہی کرتے ہیں اور یہ بھی فریب ہے کہ مقصود ساکھ بندھنی ہے، پھر جس عالم یا دیندار کا قتل مقصود ہے اسکی راہ ملنا اور یہ اُن کا بڑا مکر ہے۔ پھر اپنے زمانے کا ایک واقعہ ثقہ معتمد کی زبانی بیان فرمایا کہ مصر میں ایک رئیس کے یہاں ایک یہودی طبیب تھا رئیس نے کسی بات پر ناراض ہو کر اسے نکال دیا وہ خوشامدیں کرتا رہا یہاں تک کہ رئیس راضی ہوگیا کا فروقت کا منتظر رہا پھر رئیس کو کوئی سخت مرض ہوا۔ میں طبیب مغربی سے طب پڑھ رہا تھا لوگ انھیں بلانے آئے اُنھوں نے عذر کیا لوگوں نے اصرار کیا، گئے، اور مجھے فرما گئے میرے آنے تک بیٹھے رہنا، تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ کانپتے تھرتھراتے واپس آئے، میں نے کہا خیر ہے، فرمایا میں نے پوچھا کہ یہودی نے کیا نسخہ دیا، معلوم ہُوا کہ وہ رئیس کا کام تمام کر چکا، میں اندر نہ گیا کہ ایک تو اس کے بچنے کی امید نہیں

---

[1] المدخل لابن الحاج فصل فی المزین وسائس الطبیب الکافر دار الکتاب العربی بیروت ۴/ ۱۶-۱۱۵

[2] " " " " " " " " " " " ۴/ ۱۷-۱۱۶

www.alahazratnetwork.org

6/6

پھر یہ اندیشہ کہ کہیں یہودی میرے ذمے نہ رکھ دے رئیس کل تک نہ بچے گا، وہی ہوا کہ صبح تک اس کا انتقال ہوگیا، پھر فرمایا کہ بعض لوگ کافر طبیب کے ساتھ مسلمان طبیب کو بھی شریک کرتے ہیں کہ جو نسخہ وہ بتائے مسلمان کو دکھالیں، یوں اس کے مکر سے امن سمجھتے ہیں اور اس میں کچھ حرج نہیں جانتے۔

فرمایا:

وهذا ليس بشئ ايضا من وجوه الاول ان المسلم قد يغفل عن بعض ما وصفه الثانی ما فيه اقتداء الغير به الثالث ما فيه الاعانة لهم على كفرهم بما يعطيه لهم الرابع ما فيه ذلة المسلم لهم الخامس ما فيه تعظيم شانهم سيما ان كان المريض رئيسا وقد امر الشارع عليه الصلوٰة والسلام بتصغير شانهم وهذا عكسه[1]

یہ بھی بوجوہ کچھ نہیں۔ ایک تو ممکن کہ جو دوا کافر نے بتائی اُس وقت مسلمان طبیب کے خیال میں اس کا ضرر نہ آئے، پھر اس کی دیکھا دیکھی اور مسلمان بھی کافر سے علاج کرائیں گے، فیس وغیرہ جو اسے دی جائے وہ اس کے کفر پر مدد ہوگی، مسلمان کو اس کے لئے تواضع کرنی پڑے گی، علاج کی ناموری سے کافر کی شان بڑھے گی خصوصًا اگر مریض رئیس تھا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے انکی تحقیر کا حکم دیا اور یہ اس کا عکس ہے۔

www.alahazratnetwork.org

پھر فرمایا:

ثم مع ذٰلك ما يحصل من الانس والود لهم وان قل الامن عصم الله وقليل ما هم وليس ذٰلك من اخلاق اهل الدين[2]

پھر ان سب وجوہ کے ساتھ یہ ہے کہ اس سے ان کے ساتھ اُنس اور کچھ محبت پیدا ہو جاتی ہے اگرچہ تھوڑی ہی سہی سوا اس کے جسے اللہ محفوظ رکھے اور وہ بہت کم ہیں اور کافر سے اُنس اہلِ دین کی شان نہیں۔

پھر فرمایا:

ومع ذٰلك يخشى على دين بعض من يستطبهم من المسلمين[3]

ان سب قباحتوں کے ساتھ سخت آفت یہ ہے کہ کبھی ان سے علاج کروانے والے کے ایمان پر اندیشہ ہوتا ہے۔

---

[1] المدخل لابن الحاج فصل فی المزین وسائس الطبیب الکافر دار الکتاب العربی بیروت ۴/ ۱۱۹-۱۱۷

[2] و [3] المدخل " " " " " " " " " ۴/ ۱۲۰

پھر اپنے بعض ثقہ معتمد برادرانِ دینی کا واقعہ بیان فرمایا کہ اُن کے یہاں بیماری ہوئی مریض نے ایک یہودی طبیب کی طرف رجوع پر اصرار کیا، انھوں نے اسے بلایا، وہ علاج کرتا رہا، ایک دن اسے خواب میں دیکھا کہ ان سے کہتا ہے کہ موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دین قدیم ہے اُسی کو اختیار کرنا چاہیے، اور یوہیں کیا کیا بکتا رہا، یہ ترساں ولرزاں جاگے اور عہد کرلیا کہ اب وہ میرے گھر نہ آنے پائے۔ راستے میں بھی وہ جہاں ملتا یہ اوُر راہ ہوجاتے کہ مبادا اس کا وبال انھیں پہنچے، امام فرماتے ہیں:

فھذا قد رحم بسبب انہ کان معتنی بہ فیخاف من استطبھم ولم یکن معتنی بہ ان یھلک معھم ولو لم یکن فیہ الا الخوف من ھذا الامر الخطر لکان متعینا ترکہ فکیف مع وجود ما تقدم[1]۔

ان صاحب پر تو یوں رحمت ہوئی کہ زیرِ عنایت تھے جو ایسا نہ ہو اور اُن سے علاج کرائے اُس پر خوف ہے کہ اُن کے ساتھ ہلاک ہوجائے اُن کے علاج میں اُس شدید خطرناک خوف کے سوا اور کچھ نہ ہوتا تو اسی قدر سے اُس کا ترک لازم ہوتا نہ کہ اور شناعتوں کے ساتھ جن کا ذکر گزرا۔

ان امام ناصح رحمہ اللہ تعالٰی کے ان نفیس بیانوں کے بعد زیادت کی حاجت نہیں اور بالخصوص علمائے وعظمائے دین کے لئے زیادہ خطر کا مؤید امام رازی رحمہ اللہ تعالٰی کا واقعہ ہے علیل ہوئے ایک یہودی معالج تھا اچھے ہوجاتے پھر مرض عود کرتا کئی بار یوہیں ہوا، آخر اسے تنہائی میں بلاکر دریافت فرمایا اس نے کہا اگر آپ سچ پُوچھتے ہیں تو ہمارے نزدیک اس سے زیادہ کوئی کارِ ثواب نہیں کہ آپ جیسے امام کو مسلمانوں کے ہاتھ سے کھودوں، امام نے اسے دفع فرمایا، مولٰی تعالٰی نے شفا بخشی، پھر امام نے طب کی طرف توجہ فرمائی اور اس میں تصانیف کیں اور طلبہ کو حاذق اطبا کردیا اور مسلمانوں کو ممانعت فرمادی کہ کافر طبیب سے کبھی علاج نہ کرائیں، یہود کے مثل مشرکین ہیں کہ قرآن عظیم نے دونوں کو ایک ساتھ مسلمانوں کا سب سے سخت تر دشمن بتایا اور لایالونکم خبالا تو عام کفار کے لئے فرمایا۔

عورت کا مرتدہ ہوکر نکاح سے نہ نکلنا تمام کتب ظاہر الروایۃ وجملہ متون وعامہ شروح وفتاوائے قدیمہ سب کے خلاف ہے اور سب کے موافق، خلاف ہے قول صوری کے اور موافق ہے قول ضروری کے۔ قول ضروری اور صوری کا فرق میرے رسالہ اجلی الاعلام بان الفتوٰی مطلقا علٰی قول الامام (بالکل ظاہر اور واضح اعلان ہے کہ فتوٰی دینا علی الاطلاق امام کے قول پر ہے۔ ت) میں ملے گا کہ میرے فتاوٰی

---

[1] المدخل لابن الحاج فی فصل فی المزین دسائس الطبیب الکافر دار الکتاب العربی بیروت ۴/۱۲۰

جلد اوّل میں طبع ہوا اور اس کا قول ضروری کے موافق ہونا میرے فتوے سے کہ بجواب سوال علی گڑھ لکھا ظاہر اس کی نقل حاضر ہوگی اور یہ حکم صرف نکاح میں ہے باقی تمام احکام ارتداد جاری ہوں گے نہ وہ شوہر کا ترکہ پائے گی نہ شوہر اس کا اگر اپنے مرض الموت میں مرتدہ نہ ہوئی ہو، نیز جب تک وہ اسلام لائے شوہر کو اسے ہاتھ لگانا حرام ہوگا۔ عالمگیری منشا مسئلہ مذکورہ سے خالی نہیں باب نکاح الکفار میں دیکھئے :

لو اجرت کلمۃ الکفر علی لسانہا مغایظۃ لزوجہا او اخراجا لنفسہا عن حبالتہ او لاستیجاب المہر علیہ بنکاح متانف تحرم علی زوجہا فتجبر علی الاسلام ولکل قاض ان یجدد النکاح بادنی شیئ ولو بدینار سخطت او رضیت ولیس لہا ان تتزوج الابزوجہا قال الھندوانی اٰخذ بھذا قال ابو اللیث وبہ ناخذ کذا فی التمرتاشی[1]

اگر کسی منکوحہ عورت نے اپنی زبان پر کلمۂ کفر جاری کیا اپنے شوہر کو طیش دلاتے ہوئے یا اپنی ذات کو اس سے باہر کرنے کے لئے یا اس لئے کہ اس پر جدید نکاح سے مہر واجب ہو، تو وہ اپنے شوہر پر حرام ہوجائے گی، پھر اسے اسلام لانے پر مجبور کیا جائیگا۔ اور ہر قاضی کے لئے جائز ہے کہ وہ بالکل کسی معمولی چیز سے دوبارہ اس کا نکاح پڑھادے اگرچہ ایک اشرفی ہی کیوں نہ ہو، چاہے عورت ناراض ہو یا راضی۔ اور عورت کے لئے یہ گنجائش نہیں کہ وہ اپنے شوہر کے علاوہ کسی اور سے نکاح کرے۔ فقیہ ہندوانی نے فرمایا کہ میں اسی کو اختیار کرتا ہوں۔ فقیہ ابو اللیث نے فرمایا کہ ہم اسی پر عمل کرتے ہیں۔ یونہی تمرتاشی میں مذکور ہے۔ (ت)

www.alahazratnetwork.org

اسی کے بیان میں درمختار میں ہے :

صرحوا بتعزیرہا خمسۃ وسبعین وتجبر علی الاسلام وعلی تجدید النکاح بمہر یسیر کدینار وعلیہ الفتوی ولوالجیۃ[2]

فقہائے کرام نے تصریح فرمائی کہ عورت کو پچھتّر کوڑے سزا دی جائے اور اسلام لانے پر مجبور کیا جائے اور بالکل معمولی مہر سے جدید نکاح کیا جائے جیسے کہ ایک اشرفی وغیرہ۔ اور اسی پر فتوٰی ہے ولوالجیہ۔ (ت)

یہ احکام اُسی طرح مذہب کے خلاف ہیں جب مرتدہ ہوتے ہی نکاح فوراً فسخ ہوگیا کہ ارتداد احدہما فسخ فی الحال

---

[1] فتاوٰی ہندیہ کتاب النکاح الباب العاشر نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۳۳۹

[2] درمختار " باب نکاح الکافر مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۱۰

ف : رسالہ اجلی الاعلام فتاوٰی رضویہ، رضا فاؤنڈیشن لاہور، جلد اول کے صفحہ ۹۵ پر موجود ہے۔

(میاں بیوی دونوں میں سے کسی ایک کا اسلام سے روگردانی کرنا فوراً نکاح کو ختم کردیتا ہے۔ت) پھر بعد عدت دوسرے سے اُسے نکاح ناجائز ہونا کیا معنے ' اور پہلے سے تجدید نکاح پر جبر کیا معنے ، کیوں نہیں جائز کہ وہ کسی سے نکاح نہ کرے اور اس تجدید میں زبردستی ادنیٰ سے ادنیٰ مہر باندھنے کا ہر قاضی کو اختیار ملنا کیا معنے ، مہر عوض بضع ہے اور معاوضات میں تراضی شرط **اقول** (میں کہتا ہوں) بلکہ ان اکابر کے قول ماخوذ ومفتیٰ بہ کو کہ قول ائمہ بخارا ہے فتوائے ائمہ بلخ رحمہم اللہ تعالٰی سے جسے فقیر نے باتباع نہر الفائق وغیرہ اختیار کیا بُعد نہیں، تجدید نکاح بنظر احتیاط ہے اور شوہر پر حرام ہوجانا موجب زوال نکاح نہیں ، بارہا عورت ایک مدت تک حرام ہوجاتی ہے اور نکاح باقی ہے جیسے بحال نماز و روزہ رمضان واعتکاف واحرام وحیض ونفاس ، یونہی جبکہ زوجہ کی بہن سے نکاح کرکے قربت کرلے زوجہ حرام ہوگئی یہاں تک کہ اس کی بہن کو جُدا کردے اور اس کی عدت گزر جائے بلکہ کبھی ہمیشہ کے لئے حرام ہوجاتی ہے اور نکاح زائل نہیں جیسے حرمت مصاہرت طاری ہونے سے کہ متارکہ لازم ہے تو نکاح قائم ہے اور زن مفضاۃ کہ سبیلین ایک ہوجائیں نکاح میں اصلاً خلل نہیں اور حرمت ابدی دائم ہے والمسائل منصوص علیہا فی الدر وغیرہ من الاسفار الخ (مسائل مذکورہ کی درمختار وغیرہ بڑی کتابوں میں صراحت کردی گئی ہے۔ت) واللہ تعالٰی اعلم۔

www.alahazratnetwork.org

(رسالہ "الرمز المرصف علی سوال مولٰنا السید آصف" ختم شد)